تہذیبِ اسلامی اور اس کا نصب العین

ساجدہ پروین

Sajida Parveen

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

شازیہ پروین

Shazia Parveen

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

As there are many civilizations in a society and each civilization has a complete society in it. But most different and separated civilization is the Islamic civilization which calls the human to wards the life in this world along with life after this world, and also shows straight path.

تہذیب جس کو انگریزی میں کلچر بھی کہتے ہیں۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کہ جس طرح درخت کے پودے کو کانٹ چھانٹ کر پاک کیا جاتا ہے۔ یہی معنی اس کے ہیں۔

تہذیب خواہ کسی بھی معاشرے کی ہو اس کے اندر اس معاشرے کا مکمل تمدن اور زندگی پائی جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس تہذیب سے دوسرے معاشرے بھی متاثر ہوتے ہیں کہ نہیں۔ دنیا میں بہت سی تہذیبیں ہیں جو کہ وقت کے ساتھ پروان چڑھتی ہیں اور پھر معدوم ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن اسلام کی تہذیب ایک واحد زندہ تہذیب ہے کہ شروع سے لے کر آج تک یہ اسی طرح موجود ہے۔ بہت سے ادیب اور مؤرخین کے مطابق دنیا میں پانچ سب سے بڑی تہذیبیں ہیں۔ ان میں سب سے اول درجے پر اسلامی تہذیب ہے۔ جس نے مشرق مغرب، یورپ، چین اور ہندوؤں کو متاثر کیا ہے۔ یعنی وہ کسی حد تک اس تہذیب کی دل و جان سے قدر کرنے لگے ہیں اور بہت حد تک اپنانے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

اس کا مطلب اور مقصد اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا دارومدار ایک ایسی چیز پر ہے جو کہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ یعنی قرآن پاک جو کہ مکمل ہدایات انسانی ہے اور جس کی حفاظت کا ذمہ خود

اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ جو کہ مکمل ہدایت ورہنمائی کا سر چشمہ ہے۔

آج اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو وہ گواہی دے گی کہ اسلامی تہذیب کو غیر مسلموں نے بھی اپنایا ہے۔ فلسفہ مغرب کی تاریخ برٹرینڈ رسل کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ پروفیسر محمد بشیر نے کیا ہے۔ جب سقراط نے ایتھنز کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو تمام لوگ اس کے مخالف ہو گئے اور اس کو پاگل کہنے لگے، کیوں کہ وہ عجیب طرح کے سوالات کرتا تھا تو لوگوں نے اس کے خلاف مقدمہ چلایا کہ اس کا اپنا ایک الگ مذہب بنایا ہے اور وہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ تو اس وقت وہاں افلاطون بھی موجود تھا اور اس نے اس مقدمہ کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے جس کو اس نے Apology کا نام دیا تھا۔

اس میں سقراط کی وہ تقریر بھی موجود ہے جو کہ اس نے اپنے دفاع میں کی۔ اس سلسلے میں اس تصنیف میں یہ الفاظ درج ہیں:

> ''استغاثہ کے الزام کی یہ بنیاد تھی کہ سقراط ایک بدکار اور عجیب و غریب شخص ہے جو زمین و آسمان سے بالا اشیاء کی تلاش میں رہتا ہے۔ برائی کو اچھائی بتا کر پیش کرتا ہے۔''(۱)

ان الفاظ سے زمانہ عرب کے وہ الفاظ یاد آتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو بجائے آپ کا حکم ماننے کے وہ لوگ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے اور آپ ﷺ کو نعوذ باللہ طرح طرح کے القابات سے پکارنے لگے۔ لیکن آپ ﷺ اپنے مقصد پر ڈٹے رہے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اس طرح جب سقراط کے لیے لوگوں نے سزائے موت تجویز کی تو وہ آخری تقریر ان الفاظ میں کرتا ہے:

> ''میرے لیے سزائے موت تجویز کرنے والو! اب میں تمھارے لیے ایک پیش گوئی کرتا ہوں کیوں کہ اب میں موت کے قریب ہوں اور موت کے قریب انسانوں میں پیش گوئی کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ میرے قاتلو! میں تمھارے لیے یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ میری موت کے فوراً بعد تمھیں یقیناً اس سے زیادہ سزا بھگتنا پڑے گی۔ جو سزا تم نے مجھے دی ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ دوسروں کو قتل کر کے اگر تم انھیں اس بات سے باز رکھ سکو گے کہ تمھیں تمھاری برائی پر ملامت نہ کریں تو تم غلطی پر ہو بلکہ یہ طریقہ بہتر ہے کہ اپنی اصلاح کی جائے۔''(۲)

مغرب تمام تر لڑائیوں کا باعث اسلام کو سمجھتا ہے اور اس کے لیے مغربی میڈیا میں ایسے لوگوں کی ٹیم بنائی گئی ہے کہ جو اسلام کے خلاف لوگوں کو آمادہ کرنے کے لیے اپنی من گھڑت کہانیاں پیش

کرتی رہتی ہے اور نعوذ باللہ اسلام کے خلاف وہ وہ باتیں کرتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب روس کو شکست ہوئی، مغرب سمجھنے لگا کہ مغرب کی ترقی کی راہ میں واحد رکاوٹ اسلام ہے۔ ان کے ذہنوں میں یہ خوف ہے کہ اگر اسلام پوری دنیا میں نافذ ہو گیا تو کمیونزم کی طرح مغربی نظامِ حیات بھی ریت کی دیوار کی طرح بکھر جائے گا اور اس سلسلے میں اسلام کو ختم کرنے کا مغرب کا ایک رخ میڈیا کا ہے ۔ وہ اس کے ذریعے اسلام کو ختم کرنے کی کوشش میں ہے کیوں کہ لاکھوں لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں اور ایسی ایسی مثالیں میڈیا پیش کرتا ہے کہ ایک عام انسان کا ذہن خود ہی اس جھوٹی بات کو حقیقت ماننے لگتا ہے۔

اس دنیا میں چوں کہ انسان دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک ایمان اور دوسری کفر۔ ہر انسان خواہ وہ مومن ہے کہ کافر، خالق کائنات، قرآن اور تمام سماوی کتابوں کے نزدیک یہ تقسیم قیامت تک جاری وساری رہنے والی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد عیسیٰ منصوری اپنی تصنیف مغرب اور عالم اسلام کی فکری و مذہبی کش مکش اور مسلم اہلِ دانش کی ذمہ داری میں رقم طراز ہیں:

> ''آج دنیا میں تصادم دو فکروں کا ہے اور بظاہر مغربی فکر ہر طرح سے حاوی اور غالب توانا و طاقتور ہے۔''(۳)

اگر چہ اسلام کو ہر دور میں کش مکش اور تصادم کا شکار ہونا پڑا ہے اور بعض غیر مذہبی لوگ جنھوں نے واقعی ہی اسلام کو سچا مذہب سمجھا تو انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا لیکن جو لوگ سب کچھ جانتے ہوئے گمراہیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ان کا مقصد صرف اس مذہب کو نعوذ باللہ ختم کرنا ہے۔

اس کے لیے سب سے زندہ اور بری مثال مغربی میڈیا ہے۔ اس سلسلے میں خرم مراد اپنی تصنیف ''مغرب اور عالم اسلام ایک مطالعہ'' میں یوں بیان کرتے ہیں:

> ''یورپ میں عثمانیوں کی سرحد پر وہ صوبہ تھا جہاں پندرھویں صدی کے اواخر میں لوگ بڑے پیمانے پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ ۳۶ ہزار افراد نے اسلام قبول کیا۔''(۴)

چونکہ ہر مسلمان کا فرضِ اولین ہے کہ وہ ارکان اسلام پر عمل پیرا ہو کر پکا اور سچا مسلمان ہونے کا اور اللہ کا نیک بندہ بننے کا حق ادا کرے وہ یہ اس وقت کر سکتا ہے کہ جب وہ ان ارکان اسلام پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے قول اور فعل سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ چوں کہ اسلام میں مکمل آزادی ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہر انسان کے لیے ہے۔ اسلام زبردستی کا قائل نہیں بلکہ صرف اللہ کی آیتوں کے ذریعے لوگوں کو اچھائیوں کی دعوت دیتا ہے اور برائیوں سے روکنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن افسوس اہل مغرب اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ان کا اپنا

مذہب ہی درست اور باقی غلط ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھی آئے لیکن آخر میں آسمانی کتاب قرآن پاک قیامت تک شرف وہدایات کا سرچشمہ ہےاوراس پرعمل پیرا ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔اس سلسلے میں سید ابوالحسن علی ندوی اپنی تصنیف ''اسلامی تہذیب وثقافت'' میں لکھتے ہیں:

> ''عبادات میں اولین اوراہم رکن نماز ہے۔ یہ دین کا ستون ہے۔ یہ اسلام کا شعار اور مسلمانوں کی پہچان ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اسلام اور غیر اسلام کے درمیان فرق والی چیز قرار دیا گیا ہے۔''(۵)

اسی طرح خود ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اقیمو الصلوۃ ولا تکونو من المشرکین" (روم۳۰۔۳۱)

''نماز پڑھتے رہواور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔''

اب بات یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ مغربی اور مسلم تصورعلم کہاں پر اور کیوں الگ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مسلم تصورعلم جو ہے وہ مغربی تصورعلم کے الٹ ہے یعنی سارے کا سارا مختلف ہے لیکن بہت سے علوم وفنون ان دونوں تہذیبوں کے مشترک بھی ہیں لیکن ان کے باوجود مغرب اسلامی تہذیب کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے نہ یہ کہ وہ خود مسلم تصور زندگی کے رنگ میں اپنے آپ کو ڈھال لے۔اس بارے میں ڈاکٹر محمد امین اپنی تصنیف ''اسلام اور تہذیب مغرب کی کش مکش'' میں تحریر کرتے ہیں:

> ''جس کسی فکر، دین، عقیدے تہذیب سے آپ کی فکر، دین، عقیدے اور تہذیب کا واضح اختلاف سامنے آجائے تو اب آپ کی شناخت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ اپنی زبان، عقیدے، رسم ورواج پر مداومت اختیار کریں اور مخالف فکر اور اس کے رسم و رواج کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔''(۶)

اسلامی تہذیب چوں کہ اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تہذیب اسلام کے عقائد اصول و نظریات اور روایات کی نمائندہ ترجمان ہے۔اسلام کا ایک منفرد ضابطہ حیات ہے اور اسلامی تہذیب اس ضابطہ حیات کی ترجمانی کرتی ہے یعنی اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی خالق کائنات کی مرضی کے مطابق گزارے نہ کہ دوسرے کا طرزعمل اپنائے۔اسے اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے مذہب کو چھوڑنے پر تیار نہیں، اپنے رسم ورواج کو اپنی زندگی میں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اوران کے مذاہب کو ختم کرنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتے ہیں اور تمام انتشار اور لڑائی کا سبب مغربی دنیا اسلام کو ٹھہراتی ہے۔

مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہیں اور ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کی دعوت بھی دیتے رہیں لیکن صلح کے ساتھ نہ کہ جبر کے ساتھ کیوں کہ اسلام میں زبردستی جائز نہیں ہے۔اس سلسلے میں پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ اپنی تصنیف ''اسلامی تہذیب وتمدن'' میں یوں رقم طراز ہیں:

> ''اسلامی تہذیب کا سنگِ بنیاد حیات دنیا کا یہ تصور ہے کہ انسان کی حیثیت اس کرۂ خاکی میں عام موجودات کی سی نہیں بلکہ وہ خالق کائنات کی طرف سے یہاں خلیفہ بنا کر اتارا گیا ہے۔''(۷)

انسان کا اصل نصب العین کیا ہے؟اس پر عمل کرتے ہوئے خالق کائنات کی خوشنودی حاصل کرے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے اس کو اس کی مرضی کے تابع کر دے اور اپنے پیغمبروں کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنا کر اپنی زندگی بسر کرے۔

حوالہ جات

۱۔ برٹرینڈ رسل،فلسفۂ مغرب کی تاریخ،مترجم: پروفیسر محمد بشیر،اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۵ء،ص:۱۲۷

۲۔ ایضاً،ص:۱۲۸

۳۔ محمد عیسیٰ منصوری،مغرب اور عالم اسلام کی فکری وتہذیبی کش مکش اور مسلم اہل دانش کی ذمہ داری، لاہور: مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، ۲۰۰۰ء، ص:۵۵

۴۔ خرم مراد، پروفیسر، مغرب اور عالم اسلام ایک مطالعہ، لاہور: عرفان فضل پرنٹرز، ۲۰۰۶ء، ص:۱۳۹

۵۔ ابوالحسن علی ندوی، سید، اسلامی تہذیب وثقافت، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، ۲۰۰۰ء، ص:۱

۶۔ محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیب مغرب کی کش مکش ایک تجزیہ، ایک مطالعہ، لاہور: موٹر وے پریس، ۲۰۰۶ء، ص:۷۶

۷۔ محمد احسن، شیخ، پروفیسر، اسلامی تہذیب وتمدن، لاہور: اردو بازار، ۲۰۱۲ء، ص:۱

☆......☆......☆